تاریخ کے دو دَور

ہندستان میں ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد مسلمانوں کی تاریخ دو دوروں پر تقسیم کی جا سکتی ہے۔ پہلا دور سرسید احمد خاں کا دور ہے جس میں مسلمان' ایک مسلک اور ایک مشن رکھنے والی جماعت کے بجائے محض ایک "قوم" بن کر رہ گئے اور اس قوم کی پالیسی یہ قرار پائی کہ اپنی دنیا بنانے کے لیے وقت اور موقع کے لحاظ سے جو طریقہ کار کارگر نظر آئے' بے تکلف استعمال کیا جائے۔ اگرچہ نام پھر بھی اسلام اور مسلمان ہی کا لیا جاتا تھا مگر جو ذہنیت اس دور میں کار فرما تھی اس کا عطر حالی نے اپنے اس مصرع میں کھینچ کر رکھ دیا ہے کہ "چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی"۔ ۱۹۰۸ء کے لگ بھگ زمانے میں یہ دور اپنی عمرِ طبعی کو پہنچ گیا اور اس کے بعد اسی کے بطن سے ایک دوسرا دور پیدا ہوا جسے محمد علی' ابوالکلام اور اقبال کا دور کہنا چاہیے۔ یہ دور متضاد اور بے جوڑ عناصر کا ایک ایسا عجیب مجموعہ تھا جس کے مختلف اجزا میں کوئی منطقی ربط نہ تھا اور اسی لیے آخر وقت تک ان کی ترکیب سے کوئی متحد المزاج نظام فکر و عمل نہ بن سکا۔ ایک طرف تو اس دور میں وہ اسلامی شعور جو دور اول میں موت کے قریب پہنچ چکا تھا' از سر نو بیدار ہوا اور لوگ اسلام کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے لگے' مگر دوسری طرف وہ "مسلم قومیت" جو دور اول میں پیدا ہوئی تھی' ترقی کر کے "مسلم قوم پرستی" میں تبدیل ہو گئی' اور اس دور کے رہنما آخر وقت تک اسلام اور مسلم قوم پرستی کے اصولی فرق کو نہ سمجھ سکے۔ ایک طرف اسلام کا نظریہ اجتماع اور تصور حکومت واضح صورت میں لوگوں کے سامنے آیا' اور دوسری طرف اس بے معنی خلافت کی حمایت بھی کی گئی جس پر اسلامی اصطلاح "خلافت" کا اطلاق کسی طرح نہ ہو سکتا تھا' اس ہندستانی سوراج کے اندر اپنی جگہ بھی تلاش کی جاتی رہی جس کا بنیادی نظریہ اسلام کے نظریۂ سیاسی سے کوئی دور کی نسبت بھی نہ رکھتا تھا' اس غلط جمہوریت کو بھی تسلیم کر لیا گیا جو اسلام کے تصور جمہوریت سے کلیۃً و اصولاً مختلف تھی----

یہ دور اپنے لیڈروں کی وفات اور تیسرے لیڈر کی شخصیت کے انقلاب تام سے اختتام کو پہنچ چکا ہے اور ابھی کوئی تیسرا دور کم از کم اتنی واضح امتیازی خصوصیات کے ساتھ شروع نہیں ہوا ہے کہ اس کے مزاج کی تشخیص کی جا سکے---- ابوالکلام اور اقبال اس دور کے دماغ تھے مگر محمد علی اس کا دل تھا اور بڑا ہی متحرک دل۔ اس کے اندر وضع احتیاط مفقود تھی' اس وجہ سے ہم اس کی تحریروں میں اس کی شخصیت کو بالکل بے پردہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس کی سیرت' اس کے خیالات' اس کے عزائم' اس کے منصوبے' اور وہ طرز خاص جس سے وہ اپنے پیش نظر مسائل کو سمجھتا اور حل کرتا تھا' سب کے سب آئینے کی طرح ہمارے سامنے آجاتے ہیں (مضامین محمد علی (حصہ اول) از محمد سرور پر تبصرہ' سید ابوالاعلیٰ مودودی' ترجمان القرآن' جلد ۱۶' عدد ۵' جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ' جولائی ۱۹۴۰ء' ص ۴۰۶-۴۰۸)۔